WhatsApp / Mob # +92 313 733 7527 | Mail: info@uttcs.com | tazkara01@gmail.com | www.uttcs.com

یاددہانی ! اچھی باتیں برائے مہربانی یہ معلومات اور لوگوں تک ضرور بھیج دیں، شکریہ.

اچھی باتیں

اچھی باتیں | > ان معلومات میں، بعض اہلِ علم اور بزرگانِ دین کی تحقیقات، اقوالِ زریں اور کچھ واقعات بیان کیے گئے ہیں.

Index of Topics

Please Click on the No. of topic to view its details.

01	تلاوتِ قرآن	02	ہر چیز کی تقدیر	03	انسان کی تقدیر	04	اللہ کی مشیت	05	اللہ کی مشیت	06	عقیدۂ آخرت
07	دُعا اور قضا	08	نظریہ حیات	09	فلاح اور خسارہ	10	بے شمار نعمتیں	11	بڑا دُھوکا !	12	دو راستے
13	آزمائش اور بُھول	14	متاعِ حیات	15	دین اور تفرقے	16	اللہ کی رَضا	17	حقیقت کا علم	18	جسم و رُوح
19	اپنی ہی تباہی	20	بُھول اور کوشش	21	مومن اور صبر	22	قرآن اور فلاح	23	امتحان گاہ	24	انکار یا اقرار
25	عمر بھر کا صبر	26	آدابِ مجلس	27	مخلص مومن	28	گانا، شراب، عورت	29	قابلِ قدر	30	توبہ و استغفار
31	اَجر، جو اللہ کے ہاں	32	داعئ حق	33	انسانی جسم	34	حاکم الحاکمین	35	گمراہی	36	مجرم اور معافی
37	مسلمان اور طبقے	38	جواب دہی	39	نبی اور رسول	40	ناجائز طریقے	41	دَربار کا نقشہ	42	محشر اور شفاعت
43	دُرست طرزِ عمل	44	شیطان کا طریقہ	45	جاہلیت اور اعمال	46	خوشحالی اور بدحالی	47	لامتناہی سلسلہ	48	ہفتہ، اتوار، جمعہ
49	رزق کی فراوانی	50	رزق کی تنگی	51	شبِ قدر	52	اولادِ آدمؑ	53	آپ کی اولاد	54	حضرت خدیجہؓ
55	قوم عاد اور ثمود	56	اَحد اَحد	57	انکار	58	آگ بُجھ گئی	59	دل کا کیا حال؟	60	بدر و اُحد
61	عشرہ مُبشرہ	62	جاندار کی تصاویر	63	دس چیزیں	64	اللہ کا پیغام	65	کب، کیا کہیے	66	متکلم
67	مخاطب	68	مشیت اور رَضا	--	-------------	--	-------------	--	-------------	--	-------------

{ 01 | تلاوتِ قرآن } > قرآن پاک کو بہت جلدی جلدی نہیں، بلکہ آہستہ آہستہ اس طرح پڑھنا چاہیے، کہ ایک ایک لفظ زبان سے درست ادا ہو، اور ایک ایک آیت پر ٹھہرا جائے. رموزِ اوقاف کا خاص خیال رکھا جائے. تاکہ پڑھنے والے کا ذہن پوری طرح قرآن پاک کے مفہوم و مدعا کو سمجھے، اور اس کے مضامین سے متاثر ہو. اگر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا ذکر آئے تو اللہ کی عظمت و ہیبت دل پر طاری ہو. اگر اللہ کی کسی رحمت کا بیان آئے تو دل جذباتِ تشکر سے لبریز ہو جائے. اگر کہیں اللہ کے غضب و عذاب کا ذکر آئے تو دل پر اس کا خوف طاری ہو. اگر کہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو، یا کسی کام سے رُکنے کا حکم دیا گیا ہو، تو سمجھا جائے کہ کس کام سے رُوکا جا رہا ہے اور کس کام کے کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے.

کیونکہ قرآن پاک کی قراءت، صرف قرآن پاک کے الفاظ کو زبان سے تیز تیز و رواں دواں ادا کر دینے کے لیے نہیں، بلکہ ایک ایک لفظ پر، اور ایک ایک آیت پر خوب غور و فکر اور تدبر کرتے ہوئے کرنی چاہیے. اس لیے پیغاماتِ ربانی کی تلاوت کرتے ہوئے، ان کے بارے میں خوب سوچو، ان کے مفہوم و مدعا کو سمجھو، اور ان کے مطابق خود سنبھلو، اور دوسروں کو سمجھانے اور سنوارنے کی فکر میں مصروفِ عمل رہو.

02 > ↑ Index ↑

{ 02 | تقدیر } > اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کرنے سے پہلے ہی یہ طے کر دیا تھا کہ اسے دُنیا میں کیا کام کرنا ہے ؟ اور اس کام کے لیے اس کی مقدار کیا ہوگی ؟ اس کی شکل کیا ہوگی ؟ اس کی صفات کیا کیا ہوں گی ؟ اس کا مقام کس جگہ ہوگا ؟ اس کے لیے بقاء، قیام اور فعل کے لیے کیا کیا مواقع اور کیا کیا ذرائع فراہم کیے جائیں گے ؟ کس وقت وہ وجود میں آئے ؟ کب تک اپنے حصے کا کام کرے ؟ اور کب اور کس طرح وہ ختم ہو جائے گی ؟ اس پوری اسکیم و منصوبہ بندی کا مجموعی نام اس کی تقدیر ہے، اور یہ تقدیر اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کے لیے، اور مجموعی طور پر پوری کائنات کے لیے بنائی ہے.

03 > ↑ Index ↑

{ 03 | تقدیر } > انسان ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں بن رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تقدیر طے کر دی جاتی ہے، یعنی اس کی جنس کیا ہوگی، اس کا رنگ کیسا ہوگا، اس کا قد کتنا ہوگا، اس کی جسامت کیسی ہوگی، اس کے اعضاء کیسے ہوں گے، اس کی شکل و صورت اور آواز کیسی ہوگی، اس کی طاقت و صلاحیت کیا ہوگی، اور کس ماحول میں پرورش و تربیت پائے گا، اور کیا بن کر اُٹھے گا. اس کی شخصیت کی تعمیر میں موروثی اثرات، ماحول کے اثرات، اور اس کی اپنی خودی کا کیا اور کتنا اثر ہوگا. یہ اس دُنیا کی زندگی میں کیا کردار ادا کرے گا، اور کتنا وقت اسے زمین پر کام کرنے کے لیے دیا جائے گا، وغیرہ وغیرہ. اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی اس تقدیر سے انسان اپنی مرضی سے بال برابر بھی ہٹ نہیں سکتا، اور نہ ہی یہ اس میں اپنے طور پر رَدّ و بدل ہی کر سکتا ہے، پھر کیسی عجیب ہے اس کی یہ جرات، کہ جس خالق کی بنائی ہوئی تقدیر کے آگے، یہ اتنا بے بس ہے، اس کے مقابلے میں کفر کرتا ہے.

04 > ↑ Index ↑

{ 04 | اللہ کی مشیت } > اگر اس دُنیا میں ہر انسان کو یہ قدرت حاصل ہوتی، کہ جو کچھ وہ کرنا چاہے کر گزرے، تو ساری دُنیا کا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا. جو نظم اس جہاں میں قائم ہے، وہ اس وجہ سے ہے کہ، اللہ تعالیٰ کی مشیت ساری مشیتوں پر غالب ہے، انسان جو کچھ بھی کرنا چاہے وہ اسی وقت کر سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ بھی یہ چاہے کہ انسان کو وہ کام کرنے دیا جائے.

یہی معاملہ ہدایت و ضلالت کا بھی ہے، انسان کا محض خود ہدایت چاہنا، اس کے لیے کافی نہیں ہے کہ اسے ہدایت مل ہی جائے، بلکہ اسے ہدایت اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی اس خواہش کو پورا کرنے کا فیصلہ فرما دیتا ہے.

اسی طرح ضلالت کی خواہش بھی محض بندے کی طرف سے ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ جب اللہ تعالیٰ اس بندے کے اندر گمراہی کی طلب پا کر یہ فیصلہ فرما دیتا ہے کہ، اسے غلط راستوں پر بھٹکنے دیا جائے، تب وہ ان راہوں میں بھٹک نکلتا ہے، جن پر اللہ اسے نکل جانے کا موقع دے دیتا ہے.

یعنی کسی بندے کا اپنا کوئی فعل بھی تنہا بندے کی اپنی مشیت سے ظہور میں نہیں آتا، بلکہ ہر فعل اس وقت پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی مشیت بندے کی مشیت سے مل جائے.

05 > ↑ Index ↑

{ 05 | اللہ کی مشیت } > اللہ تعالیٰ کی مشیت انسان کے بارے میں یہ نہیں کہ حیوانات و نباتات اور اسی طرح کی دوسری مخلوقات کی طرح، اس کو جبلی طور پر ایک لگے بندھے راستے کا پابند بنا دیا جائے، جس سے ہٹ کر وہ چل ہی نہ سکے. نہیں ! ایسا نہیں ہے ! بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں جو مشیت فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ، انسان کو انتخاب و اختیار کی آزادی بخشی جائے، اسے اپنی پسند کے مطابق زندگی کے مختلف راستوں پر چلنے کی قدرت دی جائے. اس کے سامنے جنت اور دوزخ دونوں کی راہیں کھول دی جائیں. پھر ہر انسان اور ہر انسانی گروہ کو، یہ موقع دیا جائے کہ وہ ان میں سے جس راہ کو بھی اپنے لیے پسند کرے، اس پر چل سکے. تاکہ ہر ایک جو کچھ بھی حاصل کرے اپنی جدوجہد کے نتیجے کے طور پر حاصل کرے.

06 > ↑ Index ↑

{ 06 | عقیدۂ آخرت } > عقیدۂ آخرت میں یہ سب باتیں بھی شامل ہیں کہ، (1) آدمی اس دُنیا میں غیر ذمہ دار نہیں ہے، بلکہ اپنے تمام اعمال کا اللہ کو جواب دہ ہے. (2) یہ نظام دُنیا ابدی نہیں ہے بلکہ اللہ کے حکم سے ایک روز ختم ہو جائے گا. (3) اس نظام کے خاتمہ پر اللہ تمام نوعِ انسانی کو دوبارہ زندہ کرے گا اور ان کے اعمال کا حساب لے گا، اور ان کے اعمال کے مطابق جنت و دوزخ میں داخل کرے گا. (4) کامیابی و ناکامی کا اصل معیار یہ موجودہ زندگی کی خوش حالی و بد حالی نہیں ہے، بلکہ اصل کامیاب وہ لوگ ہیں جو اللہ کے آخری فیصلہ میں کامیاب ہوئے، اور حقیقت میں ناکام وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے آخری فیصلہ میں ناکام ٹھہرے.

07 > ↑ Index ↑

{ 07 | دُعا اور قضا } > رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا. جس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ قضا اور تقدیر کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس نے ہماری طرح، معاذ اللہ، خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھی باندھ دیئے ہوں، دُعا قبول کرنے کے اختیار اس سے سلب ہو گئے ہوں. نہیں ! ایسا ہرگز نہیں ہے ! بندے تو بلاشُبہ اللہ تعالیٰ کے کسی فیصلے کو ٹالنے یا بدلنے کی طاقت ہرگز نہیں رکھتے، مگر اللہ تعالیٰ، خود یہ طاقت و اختیار ضرور رکھتا ہے، کہ اپنے بندوں کی دُعاوں اور التجاوں کو سُن کر، اگر چاہے تو اپنے کسی فیصلے کو بدل دے یا ٹال دے.

08 > ↑ Index ↑

{ 08 | نظریہ حیات } > مادہ پرستانہ نظریہ حیات کے مطابق، انسان کے نزدیک عزت اور ذِلت کا معیار، مال و دولت اور جاہ و اقتدار کا ملنا یا نہ ملنا ہے. حالانکہ یہ سراسر غلط ہے. حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں ہے، دراصل، حقیقت، جسے مادہ پرست انسان نہیں سمجھتا وہ یہ ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا میں جس کسی کو جو کچھ بھی دیا ہے، وہ اس کے لیے سامانِ آزمائش کے طور پر دیا ہے. یعنی اگر کسی کو دولت اور طاقت عطا کی گئی ہے، تو وہ اس کے امتحان کی ہی غرض سے ہے، تا کہ دیکھا جائے کہ وہ اسے پا کر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرتا ہے، یا ناشکری کرتا ہے.

اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مفلس اور تنگ حال بنایا ہے، تو اس میں بھی اس کی آزمائش ہی درکار ہے، کہ اسے دیکھا جائے وہ صبر اور قناعت کے ساتھ راضی برضا رہتا ہے اور جائز حدود کے اندر رہتے ہوئے، اپنی مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرتا ہے، یا اخلاق و دیانت کی ہر حد کو پھاند جانے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اور اپنے خدا کو کوسنے لگتا ہے.

09 > ↑ Index ↑

{ 09 | فلاح اور خسارہ } > اگر چہ قرآن پاک میں انسان کی حقیقی فلاح، آخرت میں اس کی کامیابی ہے، اور انسان کا حقیقی خسارہ آخرت میں اس کا ناکامی ہے، لیکن اس دُنیا میں بھی جس چیز کا لوگوں نے نام فلاح رکھ چھوڑا ہے، وہ حقیقت میں فلاح نہیں ہے. بلکہ اس کا انجام خود اس دُنیا میں خسارہ ہے، اور جس چیز کو لوگ یہاں خسارہ سمجھ رہے ہیں، وہ حقیقت میں خسارہ نہیں ہے، بلکہ اس دُنیا میں بھی وہی فلاح کا ذریعہ ہے. کیونکہ قرآن پاک جب زور اور قطعیت کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ، درحقیقت انسان بڑے خسارے میں ہے، تو اس کا مطلب دُنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے، اور جب قرآن پاک یہ کہتا ہے کہ اس خسارے سے فقط وہی لوگ بچے ہوئے ہیں، جن کے اندر چار صفات (ایمان، عمل صالح، ایک دوسرے کو حق کی نصیحت، اور صبر کی تلقین کرتے رہنا) پائی جاتی ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں جہانوں میں خسارے سے بچنا، اور فلاح پانا.

10 > ↑ Index ↑

{ 10 | بے شمار نعمتیں } > اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ان نعمتوں میں سے بے حد وحساب نعمتیں تو وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست انسان کو عطا کی ہیں، اور بکثرت نعمتیں وہ ہیں، جو انسان کو اس کے اپنے کسب کے ذریعے سے دی جاتی ہیں. انسان کے کسب سے حاصل ہونے والی نعمتوں کے متعلق اسے جواب دہی کرنا پڑے گی، کہ انسان نے ان کو کن طریقوں سے حاصل کیا تھا، اور پھر کن راستوں پر خرچ کیا. اللہ تعالیٰ کی براہِ راست نعمتوں کے بارے میں اسے یہ حساب دینا ہو گا، کہ ان کو اس نے کس طرح استعمال کیا.

مجموعی طور پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تمام ہی نعمتوں کے بارے جواب دینا ہو گا، کہ آیا، اس نے اس اَمر کا اعتراف کیا تھا، کہ یہ نعمتیں اللہ ہی کی عطا کردہ ہیں، اور ان پر دل، زبان اور عمل سے اللہ کا شکر ادا کیا تھا ؟ یا یہ سمجھا تھا، کہ یہ سب کچھ اسے اِتفاقاً مل گیا ہے ؟ یا یہ خیال کیا تھا، کہ بہت سے خدا ان کے عطا کرنے والے ہیں ؟ یا یہ عقیدہ رکھا تھا کہ یہ ہیں تو خدا ہی کی نعمتیں، مگر ان کو عطا کرنے میں بہت سی دوسری ہستیوں کا بھی دخل ہے، اور اس بنا پر انہیں بھی معبود ٹھہرالیا تھا، اور اُنہی کا شکریہ ادا کیا تھا.

11 > ↑ Index ↑

{ 11 | بڑا دُھوکا ! } > جب آدمی دُنیا کمانے کی فکر میں ہی ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے، اور آخرت سے بالکل بے پرواہ ہو جاتا ہے، تو اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے، کہ اسے زیادہ سے زیادہ مال و دولت، اقتدار و اختیار، عیش و عشرت، اور جسمانی لذتوں کے سامان کی محبت، اس بات سے بے پرواہ کر دیتی ہے، کہ یہ تمام چیزیں اور سہولیات، اسے کن ذرائع سے حاصل ہو رہی ہیں یعنی حلال و حرام، جائز و ناجائز کی تمیز نہیں رہتی، اور اپنے ہونے والے انجام کو بھی بُھول جاتا ہے. اس لیے وہ اپنی ساری عمر، اس فکر میں کھپا دیتا ہے اور مرتے دم تک یہ غیر ضروری خواہشات اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں، اور پھر یونہی موت کی آغوش میں داخل ہوتا ہے، تو فوراً ہی معلوم ہو جاتا ہے، کہ اس نے کتنا بڑا دُھوکا اپنے ساتھ کیا ہے.

12 > ↑ Index ↑

{ 12 | دو راستے } > اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی گزارنے کے جو دو راستے (نیکی کا راستہ، اور بدی کا راستہ) دکھائے ہیں. ان میں نیکی کا راستہ تو بلندی کی طرف جاتا ہے، مگر ہے مشقت طلب اور دُشوار گزار. کیونکہ اس میں آدمی کو اپنے نفس اور اس کی بے شمار خواہشات سے، اور شیطان کی ترغیبات سے، زندگی کے ہر موڑ پر لڑ کر چلنا پڑتا ہے.

اس کے برعکس دوسرا آسان راستہ ہے، مگر انسان کو پستی یعنی تباہی کی طرف لے جاتا ہے، اور اس راستے پر چلنے کے لیے، کسی بڑی محنت کی ضرورت نہیں پڑتی، بلکہ اپنے نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دینا ہی کافی ہے، پھر آدمی خود بخود نشیب کی طرف لڑھکتا ہوا آگے نکل جاتا ہے.

13 > ↑ Index ↑

{ 13 | آزمائش اور بُھول } > اس دُنیا میں گمراہی پھیلنے اور انسانوں کے اعمال و اخلاق میں فساد رونما ہونے کا اصل سبب یہ ہے، کہ انسان اس بات کو بُھول جاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے، اور وہ اللہ کا بندہ ہے، اور اس دُنیا میں اس کو آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے، اور اس دُنیوی زندگی کے خاتمے پر، اُسے دوبارہ زندہ ہونا ہے، اور اپنے رب کو حساب دینا ہو گا، کہ وہ دُنیا میں کیا کرتا رہا ؟

14 > ↑ Index ↑

{ 14 | دین اور متاعِ حیات } > اللہ تعالیٰ کا دین، انسانوں سے یہ مطالبہ ہرگز نہیں کرتا، کہ انسان اس دُنیا کی متاعِ حیات سے بالکل استفادہ ہی نہ کریں، نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے، اس لیے دُنیا کی وہ متاع اور زینت انسان کو حاصل کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیے، جو آخرت کی زندگی میں اُسے سرخرو کرے، یا کم از کم وہ اسے وہاں کے ابدی خسارے میں مبتلا نہ کرے. کیونکہ یہ دُنیا کی عیش و عشرت کم تر ہے، اور آخرت کی عیش و عشرت بہت بہتر اور ابدی ہے. اس لیے اللہ تعالیٰ کے دین کا انسان سے اصل مطالبہ، یہ ہے کہ وہ اس دُنیا پر آخرت کو ترجیح دے. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دُنیا فانی بنائی ہے، اور آخرت باقی رہنے والی ہے.

15 > ↑ Index ↑

{ 15 | دین اور تفرقے } > انسانوں نے اپنی خواہشاتِ نفس اور ذاتی تعصبات کی بنا پر اپنے دین میں جو مختلف تفرقے برپا کیے، اور نئے مذہب نکالے. جس کی وجہ یہ ہرگز نہ تھی کہ ان لوگوں کے پاس حقیقت کا علم نہیں پہنچا تھا، اور ناواقفیت کی بنا پر انہوں نے مجبوراً ایسا کیا ہو، نہیں ! ایسا ہرگز نہیں ہوا ! بلکہ یہ سب کچھ ان کے اپنے نفس کی شرارتوں کا نتیجہ تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو واضح طور پر آگاہ کر دیا گیا تھا کہ، دین حق یہ ہے.

حدیث > سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، جن میں سے دو' اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا. (مسلم)

16 > ↑ Index ↑

{ 16 | اللہ کی رَضا } > اہل ایمان کے کام کی نوعیت فرشتوں کے کام سی نہیں ہے، جو کسی مزاحمت کے بغیر احکامِ الٰہی کی تعمیل کر رہے ہیں. بلکہ اہل ایمان کا اصل کام، منکرین اسلام، مشرکین ومنافقین، شریروں اور باغیوں کے مقابلہ میں، اللہ کے پسند کردہ طریقہ پر عمل کرتے ہوئے، اُسے غالب کرنے کے لئے جدوجہد کرنا ہے. کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے تحت اُن لوگوں کو بھی موقع دے رہا ہے جنہوں نے اپنی سعی وجہد کے لئے خود، اللہ سے بغاوت کے راستے کو اختیار کیا ہے. اسی طرح وہ اہل ایمان کو بھی، جنہوں نے طاعت وبندگی کے راستے کو اختیار کیا ہے، کام کرنے کا پورا موقع دیتا ہے. اللہ تعالیٰ راضی بھی اہل ایمان سے ہی ہے.

17 > ↑ Index ↑

{ 17 | حقیقت کا علم } > انسان براہِ راست خود حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا. حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ سے دیتا ہے، اور اس علم کی صحت کے متعلق آدمی اپنا اطمینان اس طرح کرسکتا ہے، کہ زمین و آسمان اور جو انسان کے اپنے نفس میں بے شمار نشانیاں موجود ہیں، ان پر غائر نظر ڈال کر دیکھے، اور پھر بے لاگ طرز پر سوچے، کہ یہ نشانیاں آیا اس حقیقت کی شہادت دے رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ بیان فرمارہا ہے، یا ان مختلف نظریات کی تائید کرتی ہیں، جو دوسرے لوگوں نے اس کے بارے پیش کیے ہیں ؟ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے متعلق علمی تحقیق کا یہی ایک طریقہ ہے، جو قرآن پاک میں بتایا گیا ہے، اس سے ہٹ کر جو بھی اپنے قیاسی اندازوں پر چلا، وہ مارا گیا.

18 > ↑ Index ↑

{ 18 | جسم ورُوح اور موت } > جسم سے علیحدہ ہوجانے کے بعد رُوح معدوم نہیں ہوجاتی، بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دُنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی واخلاقی اِکتسابات سے بنی تھی. اس حالت میں رُوح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہے. اس لیے موت محض جسم ورُوح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ کہ بالکل معدوم ہوجانے کا.

19 > ↑ Index ↑

{ 19 | اپنی ہی تباہی } > جب کوئی انسان آیاتِ الٰہی کو ماننے سے ہی انکار کردیتا ہے تو آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اسے نگاہِ حق شناس نصیب نہیں ہوا کرتی. کان رکھنے کے باوجود بھی وہ ہر کلمہ نصیحت کے لیے بہرہ ہوتا ہے. اور دل ودماغ سے ہمیشہ اُلٹا ہی سوچتا اور غلط نتیجہ اَخذ کرتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی رہنمائی کے لیے عطا کردہ، یہ ساری قوتیں خود اس کی اپنی ہی تباہی میں صرف ہونے لگتی ہیں.

20 > ↑ Index ↑

{ 20 | بُھول اور کوشش } > انسان دُنیا میں آخرت کو بُھول کر دُنیوی لذتیں اور فائدے اور مال و دولت کو سمیٹنے کے چکر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں نہایت مصروف ہوجاتے ہیں، جس کی بجائے ان کو چاہیے کہ اسے چھوڑ کر اصل چیز (آخرت کی کامیابی) کو ہدفِ مقصود بنائیں، یعنی اپنے رب کی مغفرت اور اس کی رضامندی اور اس کی جنت کو حاصل کرنے کی فکر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں.

21 > ↑ Index ↑

{ 21 | مومن اور صبر } > مومن کی ساری زندگی ہی حقیقت میں صبر کی زندگی ہے، کیونکہ وہ رضائے الٰہی کی اُمید پر، آخرت کے پائیدار نتائج کی توقع پر، اس دُنیا میں ضبطِ نفس سے کام لیتا ہے، اور گناہ کی جانب اپنے نفس کے ہر میلان کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے.

22 > ↑ Index ↑

{ 22 | علم قرآن اور فلاح } > اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بے انتہا مہربان ہے، اسی لیے اس نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ انسانوں کو تاریکی میں بھٹکتا چھوڑ دے، اور اس کی رحمت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ یہ قرآن پاک نازل فرما کر انسانوں کو وہ علم عطا فرمائے، جس پر دُنیا میں انسانوں کی راست روی اور آخرت میں ان کی فلاح کا انحصار ہے.

23 > ↑ Index ↑

{ 23 | امتحان گاہ } > یہ دُنیا انسان کے کے لیے نہ تو دارالعذاب ہے، نہ ہی دارالجزا ہے، اور نہ ہی چراگاہ اور تفریح گاہ ہے، اور نہ ہی رزم گاہ ہے، نہیں ! ایسا ہرگز نہیں ہے ! بلکہ یہ دُنیا 'انسان کے لیے درحقیقت ایک امتحان گاہ ہے. انسان کی اپنی عمر اس امتحان کا مقررہ وقت ہے، انسان کو اس دُنیا میں عطا کی گئی قوتیں اور صلاحیتیں، اختیارات، اور انسانوں کے آپس کے تعلقات، اور حقوق وفرائض، اور طرح طرح کے حالات وواقعات، دراصل اس امتحانِ زندگی کے بے شمار پرچے اور سوالات ہیں.

زندگی کے آخری سانس کے ساتھ ہی امتحان کا مقررہ وقت بھی ختم ہوجائے گا، اور یہ امتحانی پرچے واپس لے لیے جائیں گے، اور ان کی جانچ پڑتال کے بعد اللہ تعالیٰ آخرت میں رزلٹ سُنا دے گا. کامیاب اُمیدواروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے ساتھ ساتھ بہت سے انعامات اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں قیام ہوگا. لیکن ناکام (امتحانِ زندگی میں فیل شدہ) اُمیدواروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ ساتھ نہایت دردناک سزائیں، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ٹھکانہ ہوگا.

24 > ↑ Index ↑

{ 24 | انکار یا اقرار } > جُرم کی حقیقی بنیاد قرآن پاک کی نگاہ میں یہ ہے کہ بندہ جو اپنے رب کی نعمتوں سے متمتع ہورہا ہے، اپنے نزدیک یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ نعمتیں کسی کی دی ہوئی نہیں ہیں، بلکہ آپ سے آپ اُسے مل گئی ہیں. یا یہ کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نہیں ہیں، بلکہ اس کی اپنی قابلیت وذہانت اور خوش نصیبی کا ثمرہ ہے. یا یہ کہ یہ ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ، مگر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کوئی حق نہیں ہے. یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ سب مہربانیاں اس بندے پر نہیں کی ہیں، بلکہ کسی دوسری ہستی نے اس پر اللہ تعالیٰ سے کروادی ہیں.

یہی وہ غلط تصورات ہیں، جن کی بنا پر لوگ، اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور اس کی اطاعت وبندگی سے آزاد ہوکر دُنیا میں وہ افعال کرتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور وہ افعال نہیں کرتے، جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے. اس لحاظ سے ہر جُرم اور ہر گناہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے احسانات کی تکذیب ہے، قطع نظر اس کے کہ کوئی شخص زبان سے اس کا انکار کرتا ہو یا اقرار.

25 > ↑ Index ↑

{ 25 | عمر بھر کا صبر } > حقیقت میں صالح اہل ایمان کی یہ ساری کی ساری دُنیوی زندگی صبر ہی کی زندگی ہے، ہوش سنبھالنے، یا ایمان لانے کے بعد سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک، اہل ایمان کا اپنی ناجائز خواہشات کو دَبانا، حدوداللہ کی پابندی کرنا، فرائض کو بجالانا، اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں اور وسائل کو بروئے کار لانا. اللہ کی رضا کے لیے ہر طرح کے خطرات ومصائب کو برداشت کرنا جو راہِ حق پر چلتے ہوئے پیش آئیں وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ، اللہ کے اس وعدے پر اعتماد کرتے ہوئے کرنا، کہ اس نیک رویے کے ثمرات اس دُنیا میں نہیں، بلکہ آخرت میں ملیں گے، یہ ایک ایسا طرزِ عمل ہے کہ جو مومن کی پوری زندگی کو صبر ہی کی زندگی بنادیتا ہے، یہ ہر وقت کا صبر ہے، دائمی صبر ہے، ہمہ گیر صبر ہے اور عمر بھر کا صبر ہے.

26 > ↑ Index ↑

{ 26 | آدابِ مجلس } > اللہ اور رسولؐ اللہ نے اہلِ اسلام کو جو آدابِ مجلس سکھائے ہیں، ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں، اور بعد میں مزید کچھ لوگ آئیں، تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہیے، کہ وہ خود نئے آنے والوں کو جگہ دیں، اور حتی الامکان کچھ سکڑ کر اور سمٹ کر ان کے لیے کشادگی پیدا کریں. اور اس کے ساتھ ساتھ اتنی شائستگی بعد کے آنے والوں میں بھی ہونی چاہیے، کہ وہ زبردستی ان کے اندر نہ گھسیں اور کوئی شخص کسی کو اُٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے.

اسلام میں اخلاق کی قدر و قیمت

غور کیجیے کہ رب العالمین کو اچھے اخلاق اتنے پسند ہیں کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور اس دھرتی کے اوپر اپنے مقرب ترین بندے کی خود تعریف فرمائی ہے۔

﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ [القلم:٤] ”اور لاریب آپ اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔“

27 > ↑ Index ↑

{ 27 | مخلص مومن } > جنگ بدر میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کے سگے بھائی ابوعزیز کو ایک انصاری پکڑ کر باندھ رہا تھا، حضرت مصعبؓ نے دیکھا تو پکار کر کہا، ذرا مضبوط باندھنا، اس کی ماں بڑی مال دار ہے، اس کی رہائی کے لیے وہ تمہیں بہت سا فدیہ دے گی. ابوعزیز نے کہا، تم بھائی ہوکر یہ بات کہہ رہے ہو، حضرت مصعبؓ نے جواب دیا، اس وقت تم میرے بھائی نہیں ہو، بلکہ یہ انصاری میرا بھائی ہے، جو تمہیں گرفتار کر رہا ہے.

اس جنگِ بدر میں خود نبی ﷺ کے داماد ابوالعاص گرفتار ہوکر آئے، اور ان کے ساتھ رسولؐ اللہ کی دامادی کی بنا پر قطعاً کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا، جو دوسرے قیدیوں سے کچھ مختلف ہوتا. اس طرح عالمِ واقعہ میں، دُنیا کو یہ دِکھایا جاچکا تھا، کہ مخلص مومن کیسے ہوتے ہیں، اللہ اور اللہ کے دین کے ساتھ ان کا تعلق کیسا ہوا کرتا ہے.

28 > ↑ Index ↑

{ 28 | گانا، شراب اور عورت } > ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت عمرؓ نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا، آپؓ کو شک گزرا، اور دیوار پر چڑھ گئے، دیکھا کہ وہاں شراب موجود ہے، اور ایک عورت بھی. آپؓ نے پکار کر کہا، اے دُشمن خدا، کیا تو نے یہ سمجھ رکھا ہے، کہ تو اللہ کی نافرمانی کرے گا، اور اللہ تیرا پردہ فاش نہ کرے گا ؟

اس نے جواب دیا، امیرالمومنین، جلدی نہ کیجیئے، اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے، تو آپؓ نے تین گناہ کیے ہیں؟ اللہ نے تجسّس سے منع کیا تھا، اور آپؓ نے تجسّس کیا، اللہ نے حکم دیا تھا کہ گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ، اور آپؓ دیوار پر چڑھ کر آئے، اللہ نے حکم دیا تھا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر نہ جاؤ، اور آپؓ میری اجازت لیے بغیر میرے گھر میں تشریف لے آئے.

یہ جواب سُن کر حضرت عمرؓ اپنی غلطی مان گئے، اور اس کے خلاف انہوں نے کوئی کاروائی نہ کی، البتہ اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ بھلائی کی راہ اختیار کرلے گا.

29 > ↑ Index ↑

{ 29 | قابلِ قدر اور کم تر } > پیدائش کے لحاظ سے تو تمام انسان یکساں ہیں، کیونکہ ان سب کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے، ان سب کا مادہ تخلیق اور طریقہ پیدائش بھی ایک ہی ہے. ان سب کا نسب بھی ایک ہی ماں باپ تک پہنچتا ہے. اس لیے کسی شخص کا کسی خاص قوم، ملک یا برادری میں پیدا ہونا ایک اتفاقی امر ہے، جس میں اس پیدا ہونے والے کے اپنے ارادہ واختیار وانتخاب اور اس کی اپنی سعی وکوشش کا بالکل ہی کوئی دخل نہیں ہے، اس لیے یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ اس لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہو.

اصل چیز جس کی بنا پر ایک شخص کو دوسروں پر فضیلت یا برتری حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالٰی سے ڈرنے والا ہو، بُرائیوں سے بچنے والا ہو، نیکی وپاکیزگی کی راہ پر چلنے والا ہو، ایسا آدمی خواہ کسی قوم، کسی ملک، کسی خاندان و برادری سے بھی تعلق رکھتا ہو، وہ اپنی اس اخلاقی فضیلت کی بنا پر قابلِ قدر ہے. جس شخص کا حال اس کے برعکس ہو، وہ بہر حال ایک کم تر درجے کا انسان ہے، خواہ وہ گورا ہو یا کالا ہو، مشرق میں پیدا ہوا ہو، یا مغرب میں پیدا ہوا ہو، غریب ہو، یا امیر ہو، طاقت ور ہو، یا کمزور ہو.

30 > ↑ Index ↑

{ 30 | توبہ واستغفار } > حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ ایک بدُو کو جلدی جلدی توبہ واستغفار کے الفاظ ادا کرتے ہوئے سنا تو، یہ فرمایا کہ یہ توبۃ الکذابین ہے، اس نے پوچھا پھر صحیح توبہ کیا ہے ؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ توبہ واستغفار کے ساتھ، چھ چیزیں ہونی چاہیے.

(1) جو کچھ ہو چکا ہے اس پر نادم ہو. (2) اپنے جن فرائض سے غفلت برتی ہو ان کو اَدا کر. (3) جس کا حق مارا ہو اس کو واپس کر.

(4) جس کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگ. (5) آئندہ کے لیے عزم کرلے کہ اس گناہ کا اعادہ نہ کرے گا.

(6) اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں گھلا دے، جس طرح تو نے اب تک اسے معصیت کا خوگر بنائے رکھا، اور اس کو تلخی کا مزہ چکھا، جس طرح اب تک تو اسے معصیتوں کی حلاوت کا مزہ چکھاتا رہا ہے.

31 > ↑ Index ↑

{ 31 | اَجر } > حضرت ابوبکر صدیقؓ، مکہ معظّمہ میں جن بے کس غلاموں اور لونڈیوں نے اسلام قبول کیا تھا، اور اس قصور میں ان کے مالک ان پر بے تحاشہ ظلم توڑ رہے تھے، ان کو خرید خرید کروہ آزاد کردیتے تھے، تاکہ وہ ان کے ظلم سے بچ جائیں. ابنِ جریر اور ابن عسا کر نے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو اس طرح ان غریبوں غلاموں اور لونڈیوں پر روپیہ خرچ کرتے دیکھ کر ان کے والد محترم نے ان سے کہا کہ بیٹا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کررہے ہو. اگر مضبوط جوانوں کی آزادی پر تم یہی روپیہ خرچ کرتے تو وہ تمہارے لیے قوتِ بازو بنتے. اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا، ابا جان، میں تو وہ اَجر چاہتا ہوں، جو اللہ کے ہاں ہے.

32 > ↑ Index ↑

{ 32 | داعیِ حق } > اللہ تعالٰی کی خوشنودی کے لیے راہِ حق کی لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے داعیِ حق کو دیکھنا یہ چاہیے کہ کون ہدایت کو قبول کر کے سُدھرنے کے لیے تیار ہے، اور کون اس دعوت حق کو کوئی اہمیت دیتا ہی نہیں. یعنی دعوتِ حق کا قدر دان ہی نہیں، کیونکہ پہلی قسم کا آدمی خواہ اندھا ہو' لولا ہو، لنگڑا ہو، یا فقیر بے نوا ہو، بے شک بظاہر دین کے فروغ میں کوئی بڑی خدمت انجام دینے کے قابل نظر نہ آتا ہو، بہر حال داعیِ حق کے لیے وہی قیمتی آدمی ہے، اسی کی طرف اسے توجہ کرنی چاہیے. کیونکہ اس دعوتِ حق کا اصل مقصد، بندگانِ خدا کی اصلاح ہے، اور اس شخص کا حال یہ بتا رہا ہے کہ اگر اسے نصیحت کی جائے تو وہ اصلاح قبول کرلے گا.

رہا دوسری قسم کا آدمی جس کا رویہ صریحاً یہ ظاہر کررہا ہے کہ اس میں حق کی کوئی طلب ہی نہیں پائی جاتی، وہ اپنے آپ کو اس سے بالکل ہی بے نیاز سمجھتا ہے، کہ اسے راہِ راست بتائی جائے، تو خواہ وہ معاشرے میں کتنا ہی بااثر آدمی ہو، اس کے پیچھے پڑھنے کی داعیِ حق کو کوئی ضرورت نہیں. کیونکہ اس کی روش یہ بتا رہی ہے کہ وہ سُدھرنا ہی نہیں چاہتا، اس لیے اس کی اصلاح کی کوشش میں بہت زیادہ وقت صرف کرنا، داعیِ حق کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے. کیونکہ وہ اگر نہ سُدھرنا چاہے تو نہ سُدھرے، نقصان اس کا اپنا ہوگا، داعیِ حق پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے.

33 > ↑ Index ↑

{ 33 | انسانی جسم } > اللہ تعالٰی نے انسان کو ایسا جسم عطا کیا ہے، جو اپنے قامتِ راست اور اپنے ہاتھ پاؤں اور اپنے ذہن ودماغ کے اعتبار سے انسان کی سی زندگی بسر کرنے کے لیے موزوں ترین تھا. اللہ تعالٰی نے انسان کو دیکھنے، سننے، چھونے، اور سونگھنے کے لیے ایسے حواس عطا کیے جو اپنے تناسب اور خصوصیات کی بنا پر اس کے لیے بہترین ذریعہ علم بن سکتے ہیں. اللہ نے انسان کو قوتِ علم وفکر، قوتِ استدلال واستنباط، قوتِ خیال، قوتِ حافظہ، قوتِ تمیز، قوت فیصلہ، قوتِ ارادی اور دوسری ایسی ذہنی قوتیں اور صلاحتیں عطا کی ہیں جن کی بدولت وہ دُنیا میں اس کام کے قابل ہوا، جو انسان ہی کے کرنے کا ہے.

34 > ↑ Index ↑

{ 34 | حاکم الحاکمین } > انسان جب یہ چاہتا ہے کہ دُنیا کے حاکم بھی انصاف کریں، یعنی مجرموں کو واقعی سزا دیں اور اچھے کام کرنے والوں کی قدر کریں یعنی صلہ وانعام دیں، تو خدا کے متعلق اس کا کیا خیال ہے ؟ کیا وہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟ اگر انسان اسے سب سے بڑا حاکم مانتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ خیال کیسے آسکتا ہے کہ وہ انصاف نہ کرے گا ؟

کیا انسان اللہ سے یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ وہ حاکم الحاکمین بُرے اور بھلے کو ایک جیسا کردے گا ؟ کیا اس کی دُنیا میں بدترین افعال کرنے والے، اور بہترین کام کرنے والے، دونوں مرکر خاک ہوجائیں گے ؟ اور کسی کو نہ اس کی بداعمالیوں کی سزا ملے گی اور نہ کسی کو اس کے حسنِ عمل کی جزا ؟ نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا. ہرانسان کو اپنے اعمال کے مطابق جزا اور سزا ملے گی.

35 > ↑ Index ↑

{ 35 | گمراہی اور دعوتِ حق } > انسان کی گمراہی ہر زمانے میں بنیادی طور پر ایک ہی طرح کی رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروںؑ کی دعوت بھی، ہر دَور اور ہر سرزمین میں یکساں ہی رہی ہے، اور اس طرح اُن لوگوں کا انجام بھی ایک ہی جیسا ہوا ہے، اور ہوگا' جنھوں نے انبیاءؑ کی دعوت سے منہ موڑا، اور اپنی گمراہی پر اصرار کیا۔

36 > ↑ Index ↑

{ 36 | مجرم اور معافی } > اس دُنیا میں مجرم انسان کو صرف معافی کی اُمید ہی جرم کے چکر سے نکال سکتی ہے، ورنہ مایوسی تو مجرم کو ابلیس (شیطان) بنا دیتی ہے، اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے، راہِ راست پر آجانا چاہیے۔

37 > ↑ Index ↑

{ 37 | مسلمان اور تین طبقے } > تمام مسلمان ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے، بلکہ ان کو بڑے بڑے تین طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے :-

(1) جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں یعنی جو قرآن کو کتاب اللہ تو مانتے ہیں اور آپ ﷺ کو اللہ کا رسول بھی مانتے ہیں، مگر عملاً کتاب اللہ اور سُنتِ رسول اللہ کی پیروی کا حق ادا نہیں کرتے. وہ مومن ہیں مگر گناہ گار، وہ مجرم ہیں مگر باغی نہیں، وہ ضعیف الایمان ہیں، مگر دل و دماغ سے کافر نہیں. تعداد کے اعتبار سے اُمت میں کثرت انہی کی ہے، انہیں میدان حشر میں تا برخاست عدالتِ عالیہ کی سزا دی جائے گی (یعنی یہ گروہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھا جائے گا اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں لے لے گا، اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے، شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دُور کر دیا)

(2) بیچ کی راس والے یعنی وہ مسلمان ہیں جو کتابِ پاک کی واراثت کا حق کم و بیش ادا کرتے ہیں، مگر پوری طرح نہیں کرتے، فرمانبردار بھی ہیں اور خطا کار بھی، ان کی زندگی اچھے اور بُرے دونوں طرح کے اعمال کا مجموعہ بن جاتی ہے. یہ تعداد کے لحاظ سے پہلے گروہ (یعنی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا گروہ) سے کم اور تیسرے گروہ (نیکیوں میں سبقت کرنے والا گروہ) سے زیادہ ہیں (اس گروہ سے اللہ تعالیٰ محاسبہ کرے گا، مگر ہلکا محاسبہ)

(3) نیکیوں میں سبقت کرنے والے یہ وارثین کتابِ پاک میں صفِ اوّل کے لوگ ہیں، یہ اِتباعِ کتاب و سُنت میں بھی پیش پیش ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں بھی پیش پیش، یہ دانستہ معصیت کرنے والے نہیں، اگر ان سے نادانستہ بھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا احساس ہوتے ہی اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے ہیں. ان کی تعداد، اُمت میں پہلے دونوں گروہوں سے کم ہے، اسی لیے ہی ان کو آخر میں ذِکر کیا گیا ہے، اگرچہ واراثت کا حق اَدا کرنے کے معاملے میں انہی کو اوّلیت حاصل ہے. (ایک حدیث میں ہے کہ، یہ گروہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوگا.)

38 > ↑ Index ↑

{ 38 | عمر اور جواب دہی } > وہ عمر جس میں آدمی اس قابل ہوسکتا ہو، کہ اگر وہ نیکی اور بدی، حق اور باطل میں امتیاز کرنا چاہے، تو کر سکے، اور گمراہی چھوڑ کر ہدایت کی طرف رُجوع کرنا چاہے تو کر سکے، اس عمر کو پہنچنے سے پہلے اگر کوئی شخص مر چکا ہو، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا. لیکن جو عمر کی اس حد کو پہنچ چکا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کے لیے لازماً جواب دہ قرار پائے گا پھر اس عمر کے شروع ہو جانے کے بعد جتنی مدت بھی وہ زندہ رہے، اور سنبھل کر راہِ راست پر آنے کے لیے جتنے مواقع بھی اسے ملتے چلے جائیں اتنی ہی اس کی ذمہ داری شدید تر ہوتی چلے جائے گی، یہاں تک کہ جو شخص بُوڑھاپے کو پہنچ کر بھی سیدھا نہ ہو، اس کے لیے تو کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے گی.

39 > ↑ Index ↑

{ 39 | نبی اور رسول } > کسی شخص کو رسول، نبی کہنے کا مطلب یا تو عالی مقام پیغمبر ہے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دینے والا پیغمبر یا پھر وہ پیغمبر جو اللہ کا راستہ بتانے والا ہو. انبیاءؑ میں رسول کا لفظ ان جلیل القدر ہستیوں کے لیے بولا گیا ہے، جن کو عام انبیاءؑ کی بانسبت زیادہ اہم منصب سپرد کیا گیا تھا. لہٰذا، زیادہ سے زیادہ یقین کے ساتھ جو بات کہی جاسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ، ہر رسول، نبی بھی ہوتا، مگر ہر نبی، رسول نہیں ہوتا.

40 > ↑ Index ↑

{ 40 | غلط و نا جائز طریقے } > اہلِ ایمان کا یہ کام ہرگز نہیں ہونا چاہیے، کہ وہ غلط و نا جائز طریقوں سے مال و دولت سمیٹ سمیٹ کر اپنی زندگی میں ظاہری چمک دمک پیدا کر لیں، اور پھر اس کو رَشک کی نگاہ سے دیکھیں. کیونکہ یہ دُنیوی مال و دولت اور شان و شوکت اہلِ ایمان کے لیے ہرگز قابل رَشک نہیں ہے. رزقِ حلال جو محنت سے کماتے ہوٗ وہ خواہ کم ہی کیوں نہ ہو، اہلِ ایمان کے لیے وہی بہتر ہے. کیونکہ یہ وہ بھلائی ہے، جو دُنیا سے لے کر آخرت تک برقرار رہنے والی ہے.

41 > ↑ Index ↑

{ 41 | دَربار کا نقشہ } > بعض اہلِ علم کے مطابق، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے دَربار کا نقشہ یہ ہوگا کہ، دائیں بازو میں صالحین، بائیں بازو میں فاسقین، سب سے آگے بارگاہِ خداوندی کے قریب سابقین.

42 > ↑ Index ↑

{ 42 | روزِ محشر اور شفاعت } > اللہ تعالیٰ کے ہاں روزِ محشر کو شفاعت کا دروازہ بند نہ ہوگا، صرف نیک بندے جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر اس دُنیا میں خلقِ خدا کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرنے کے عادی تھے، اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں بھی ہمدردی کا حق ادا کرنے کا موقع نصیب فرمائے گا. لیکن وہ سفارش کرنے سے پہلے، اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کریں گے، اور جس کے حق میں بولنے کی اللہ انہیں اجازت دے گا، فقط اسی کے حق میں وہ مناسب اور مبنی بر حق سفارش کر سکیں گے.

43 > ↑ Index ↑

{ 43 | دُرست طرزِ عمل } > انسان کا انفرادی طرزِ عمل، یا انسانی گروہوں کا اجتماعی طرزِ عمل، کبھی بھی اس وقت تک دُرست نہیں ہو سکتا، جب تک یہ شعور اور یقین، انسانی سوچ و خیال اور سیرت کی بنیاد میں پیوست نہ ہو، کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے، اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ان دُنیوی اعمال کا جواب دینا ہےٗ اور ان اعمال کے مطابق ہی اللہ تعالیٰ ہمیں جزا و سزا دے گا.

44 > ↑ Index ↑

{ 44 | شیطان کا طریق کار } > شیطان نے انسانوں کو بہکانے کے لیے اپنا طریق کار، یہ بیان کیا کہ وہ اس دُنیا میں زندگی کو انسانوں کے لیے خوشنما بنا کر انہیں اللہ تعالیٰ سے غافل اور بندگی کی راہ سے منحرف کرے گا. اللہ تعالیٰ نے اس کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا، کہ یہ شرط میں نے مانی، اور مزید توضیح کرتے ہوئے یہ بات بھی صاف کر دی، کہ تجھے صرف فریب دینے کا اختیار دیا جارہا ہے، مگر یہ اِقتدار نہیں دیا جارہا ہے کہ تو ہاتھ پکڑ کر اُنہیں زبردستی اپنی راہ پر کھینچ لے جائے. شیطان نے اپنے نوٹس سے ان بندوں کو مستثنیٰ کیا، جنہیں اللہ اپنے لیے خالص فرما لے. یعنی جو بہکا ہوا نہ ہوگا، وہ تیری پیروی نہ کرے گا، اور جو خود ہی بہکا ہوا ہوگا، وہ ہی تیری پیروی کرے گا.

برائے مہربانی یہ پیغام اپنے دوست و احباب اور جاننے والوں کو ضرور بھیج دیں. ممکن ہے کوئی ان میں سے اسلامی معلومات میں دلچسپی رکھتا ہو.

45 > ↑ Index ↑

{ 45 | زمانہ جاہلیت اور اعمال } > نبی ﷺ پر جو لوگ ایمان لائے تھے، زمانہ جاہلیت میں ان سے اعتقادی و اخلاقی دونوں ہی طرح کے بدترین گناہ سرزد ہو چکے تھے، مگر ایمان لانے کے بعد انہوں نے اس سب جھوٹ کو چھوڑ دیا جسے وہ پہلے مان رہے تھے. اور صدقِ دل سے سچائی (حق) قبول کرلیا، اور پھر اخلاق، عبادات و معاملات میں بہترین اعمالِ صالحہ انجام دیتے رہے تھے. اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ان کے وہ بدترین اعمال، جو ان سے زمانہ جاہلیت میں سرزد ہوئے تھے، ان کے حساب سے محو کر دیئے جائیں گے، اور ان کو انعام ان کے ان اعمال کے لحاظ سے دیا جائے گا جو ان کے نامہ اعمال میں سب سے بہتر ہوں گے.

46 > ↑ Index ↑

{ 46 | خوشحالی اور بدحالی } > شکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ، انسان جسے تقدیر الٰہی خواہ کتنا ہی بلند مقام عطا کر دے، وہ اسے اپنا ذاتی کمال نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان سمجھتا رہے، اور خواہ کتنا ہی نیچے گرا دیا جائے، اس کی نگاہ اپنی محرومیوں کی بجائے ان نعمتوں پر ہی مرکوز رہے، جو بُرے سے بُرے حالات میں بھی آدمی کو حاصل رہتی ہیں. یعنی خوشحالی اور بدحالی، دونوں حالتوں میں اس کی زبان اور اس کے دل سے اپنے رب کا شکر ہی اَدا ہوتا رہے.

47 > ↑ Index ↑

{ 47 | لا متناہی سلسلہ } > ہر وقت اس کارگاہِ عالم میں اللہ تعالیٰ کی کارفرمائی کا ایک لا متناہی سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو موت دے رہا ہے، تو کسی کو زندگی عطا کر رہا ہے. کسی کو بلند مرتبے پر اُٹھا رہا ہے تو دوسری طرف کسی کو پستی میں گرا رہا ہے. کسی بیمار کو شفا عطا فرما رہا ہے تو دوسری جانب کسی تندرست کو بیمار کر رہا ہے. کہیں کسی ڈوبتے ہوئے کو بچا رہا ہے، تو کہیں کسی تیرتے ہوئے کو ڈبو رہا ہے.

وہ اللہ ہی ہے، جو بے شمار قسم کی مخلوقات کو طرح طرح سے رزق عطا فرما رہا ہے، بے حد و حساب چیزیں، نئی سے نئی واضح شکل و صورت اور مختلف اوصاف کے ساتھ پیدا فرما رہا ہے. اس کی دُنیا کبھی ایک حال پر نہیں رہتی، بلکہ ہر لمحہ اس کے حالات و واقعات بدلتے رہتے ہیں، اور اس کا خالق، ہر بار اسے ایک نئی صورت سے ترتیب دیتا ہے، جو پچھلی تمام صورتوں سے مختلف ہوتی ہے.

48 > ↑ Index ↑

{ 48 | ہفتہ، اتوار اور جمعہ } > اسلام سے پہلے ہفتہ کا ایک دن عبادت کے لیے مخصوص کرنے اور اس کو شِعارِ ملت قرار دینے کا طریقہ اہل کتاب میں پایا جاتا تھا. یہودیوں کے ہاں اس غرض کے لیے سبت (ہفتہ) کا دن مقرر کیا گیا تھا. کیونکہ اسی دن بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی غلامی سے نجات دی تھی. عیسائیوں نے اپنے آپ کو یہودیوں سے ممیّز کرنے کے لیے اپنا شِعارِ ملت اتوار کا دن قرار دیا، اگرچہ اس کا حکم نہ تو حضرت عیسیٰؑ نے ہی دیا تھا اور نہ ہی انجیل میں اس کا ذکر آیا ہے. لیکن عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صلیب پر جان دینے کے بعد حضرت عیسیٰؑ اِسی روز قبر سے نکل کر آسمان کی طرف گئے تھے. اسی بنا پر بعد کے عیسائیوں نے اتوار کو اپنی عبادت کا دن قرار دے لیا، اور ۳۲۱ء میں رومی سلطنت نے اتوار کے دن کو عام تعطیل کا دن مقرر کر دیا. اسلام نے ان دونوں ملتوں سے اپنی ملت کو ممیّز کرنے کے لیے، یہ دونوں دن چھوڑ کر جمعہ کو اجتماعی عبادت کے لیے اختیار کیا.

49 > ↑ Index ↑

{ 49 | رزقِ دُنیا کی فراوانی } > کسی شخص کے پاس رزقِ دُنیا کی فراوانی، اس بات کا کوئی لازمی ثبوت نہیں ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے راضی بھی ہو.

50 > ↑ Index ↑

{ 50 | رزقِ دُنیا کی تنگی } > کسی شخص کے پاس رزقِ دُنیا کی تنگی، اس بات کا کوئی لازمی ثبوت نہیں ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض بھی ہو.

51 > ↑ Index ↑

{ 51 | شبِ قدر } > علماءِ اُمت کی بڑی اکثریت یہ رائے رکھتی ہے کہ رمضان کے آخری دس تاریخوں میں سے کوئی ایک طاق رات، شبِ قدر ہے، اور ان میں بھی زیادہ تر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے.

52 > ↑ Index ↑

{ 52 | اولادِ آدمؑ } > حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، اور حضرت موسیٰؑ تو بنی اسرائیل کی اولاد سے ہیں. حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ اولادِ ابراہیمؑ سے ہیں. حضرت ابراہیمؑ، اولادِ نوحؑ سے ہیں. حضرت ادریسؑ کے متعلق یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اولادِ حضرت آدمؑ سے ہیں.

53 > ↑ Index ↑

{ 53 | آپ ﷺ کی اولاد } > آپ ﷺ کی اولاد، ابراہیم کے سوا، باقی تمام اولاد، حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی، اور ان کے نام یہ ہیں، قاسم، اور طاہر و طیّب، حضرت زینبؓ، حضرت رُقیہؓ، حضرت اُمِ کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ. (سیرت ابن ہشام)

54 > ↑ Index ↑

{ 54 | حضرت خدیجہؓ } > نبی ﷺ سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے دو شوہر گزر چکے تھے، جن میں ایک کا نام ابو ہالہ تمیمی تھا، جس سے ان کے ہاں ہند بن ابو ہالہ پیدا ہوئے، اور دوسرے شوہر کا نام عتیق بن عائذ مخزومی، جن سے ان کے ہاں ایک لڑکی ہند نامی پیدا ہوئی تھی.

55 > ↑ Index ↑

{ 55 | قوم عاد اور قوم ثمود } > قومِ عاد کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ اونچے اونچے ستونوں والی عمارتیں بناتے تھے. اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو عروج عطا کیا تھا، اس قوم (قومِ ثمود) کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی، کہ وہ پہاڑوں کو کھود کھود کر (تراش تراش کر) ان کے اندر عمارتیں بناتے، تھے جن پر وہ فخر کیا کرتے تھے.

56 > ↑ Index ↑

{ 56 | اَحد اَحد } > وہ عاشقِ محمدؐ اور بندۂ خدا، جن کو لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا، پھر تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گھسیٹا گیا، مگر وہ، اَحد اَحد ہی کرتے رہے، وہ صحابہ کرامؓ میں سے تھے، اور ان کا نام حضرت بلالؓ حبشی تھا.

57 > ↑ Index ↑

{ 57 | انکار } > وہ عاشقِ محمدؐ اور بندۂ خدا، جن کے بدن کا ایک ایک عضو، مُسَیلمہ کذاب کے حکم سے کاٹا جاتا تھا، اور پھر مطالبہ کیا جاتا تھا کہ مسیلمہ کو نبی مان لیں، مگر ہر مرتبہ وہ اس کے دعوائے رسالت کی شہادت دینے سے انکار کرتے تھے، یہاں تک کہ اسی حالت میں کٹ کٹ کر انہوں نے جان دے دی، وہ صحابہ کرامؓ میں سے تھے، اور ان کا نام حضرت حبیبؓ بن زید بن عاصم تھا.

58 > ↑ Index ↑

{ 58 | آگ بُجھ گئی } > وہ عاشقِ محمدؐ اور بندۂ خدا، جن کو آگ کے اَنگاروں پر لٹایا گیا، جہاں تک کہ ان کی چربی پگھلنے سے آگ بُجھ گئی، مگر وہ سختی کے ساتھ اپنے ایمان پر جمے رہے، وہ صحابہ کرامؓ میں سے تھے، اور ان کا نام حضرت خبابؓ بن ارت تھا.

59 > ↑ Index ↑

{ 59 | دل کا کیا حال پاتے ہو ؟ } > وہ عاشقِ محمدؐ اور بندۂ خدا، جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے والد اور ان کی والدہ کو کفارِ مکہ نے سخت عذاب دے دے کر شہید کر دیا، پھر ان کو اتنی ناقابلِ برداشت اذیت دی گئی، کہ آخر کار انہوں نے اپنی جان بچانے کے لیے وہ سب کچھ کہہ دیا جو کفار ان سے کہلوانا چاہتے تھے. پھر وہ خود رُوتے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، یا رسولؐ اللہ، مجھے نہ چھوڑا گیا جب تک کہ میں نے آپ ﷺ کو بُرا اور ان کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا. حضور ﷺ نے پوچھا، اپنے دل کا کیا حال پاتے ہو؟ عرض کیا، ایمان پر پوری طرح مطمئن. اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اگر وہ پھر اس طرح کا ظلم کریں، تو تم پھر یہی بات کہہ دینا. یہ صحابہ کرامؓ میں سے تھے، اور ان کا نام حضرت عمارؓ بن یاسر تھا.

60 > ↑ Index ↑

{ 60 | بدر و اُحد کے معرکے } > بدر و اُحد کے معرکوں میں سارا عرب دیکھ چکا تھا کہ مکہ سے جو صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے، وہ صرف اللہ اور اس کے دین کی خاطر خود اپنے قبیلے اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے لڑ گئے تھے. جس میں حضرت ابوعبیدہ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا، حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا، حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا، حضرت ابو بکرؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے لڑنے کو تیار ہو گئے. حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ بن الحارث نے عُتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا، جو ان کے قریبی رشتہ دار تھے. حضرت عمرؓ نے اسیرانِ جنگ بدر کے معاملے میں آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے، اور ہم میں سے ہر ایک اپنے رشتہ دار کو قتل کرے.

61 > ↑ Index ↑

{ 61 | عشرہ مُبشرہ } > عشرہ مُبشرہ رضوان اللہ اجمعین، وہ دس صحابہ رضی اللہ عنھم جن کا رسول اللہ ﷺ نے نام لیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی. ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں.

(01) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، (02) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، (03) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، (04) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، (05) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، (06) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، (07) حضرت سعد رضی اللہ عنہ، (08) حضرت سعید رضی اللہ عنہ، (09) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، اور (10) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ.

62 > ↑ Index ↑

{ 62 | جاندار کی تصاویر } > حضرت موسیٰؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک بنی اسرائیل میں جتنے انبیاءؑ بھی آئے، وہ سب ہی توراۃ کے پیرو تھے، اور توراۃ میں بھی بار بار یہ حکم ملتا ہے کہ انسانی اور حیوانی تصویریں (جاندار کی تصاویر) اور مجسّے قطعاً حرام ہیں.

63 > ↑ Index ↑

{ 63 | دس چیزیں } > دس چیزیں، دس چیزوں، کو کھا جاتی ہیں.

(1) توبہ ۔ گناہ کو کھا جاتی ہے. (2) جھوٹ ۔ رزق کو کھا جاتا ہے. (3) غیبت ۔ عمل کو کھا جاتی ہے. (4) غم ۔ عمر کو کھا جاتا ہے.
(5) صدقہ ۔ بلا کو دُور کر دیتا ہے (6) غصّہ ۔ عقل کو کھا جاتا ہے. (7) پشیمانی ۔ سخاوت کو کھا جاتی ہے. (8) تکبر ۔ علم کو کھا جاتا ہے.
(9) نیکی ۔ بدی کو کھا جاتی ہے. (10) عدل ۔ ظلم کو کھا جاتا ہے.

<<< .... >>>......<<< .... >>>

64 > ↑ Index ↑

{ 64 | پیغام } > اللہ تعالیٰ اِنسان سے فرماتا ہے

میری طرف آ کر تو دیکھ !	متوجہ نہ ہوں تو کہنا !	میری راہ میں چل کر تو دیکھ !	راہیں نہ کھول دوں تو کہنا!
میرے لیے بےقدر ہوکر تو دیکھ !	قدر کی حد نہ کر دوں تو کہنا!	میرے لیے ملامت سہہ کر تو دیکھ !	اکرام کی اِنتہا نہ کردوں تو کہنا !
میرے لیے لُٹ کر تو دیکھ !	رحمت کے خزانے نہ لُٹا دُوں تو کہنا !	میرے کوچے میں بِک کر تو دیکھ !	انمول نہ کر دُوں تو کہنا !
دھونی مار کر تو دیکھ !	علم و حکمت کے موتی نہ بکھیر دُوں تو کہنا !	مجھے اپنا رب مان کر تو دیکھ !	سب سے بے نیاز نہ کر دُوں تو کہنا !
وَفا کی لاج نبھا کر تو دیکھ !	عطا کی حد نہ کر دُوں تو کہنا !	میرے خوف سے آنسو بہا کر تو دیکھ !	مغفرت کے دریا نہ بہا دُوں تو کہنا !
میرے نام کی تعظیم کر کے تو دیکھ !	تکریم کی انتہا نہ کر دُوں تو کہنا !	میرے نام پہ نکل کر تو دیکھ !	اسرار عیاں نہ کر دُوں تو کہنا !
مجھے حیَ القیوم مان کر تو دیکھ !	ابدی حیات کا امین نہ بنا دُوں تو کہنا !	اپنی ہستی کو فنا کر کے تو دیکھ !	جامِ بقا سے سرفراز نہ کر دُوں تو کہنا !
	بالآخر میرا ہو کر تو دیکھ !	ہر کسی کو تیرا نہ بنا دُوں تو کہنا !	

65 > ↑ Index ↑

یاد دہانی ! < کس وقت، کیا کہیئے > یاد دہانی !

کس وقت	کیا کہیئے	کس وقت	کیا کہیئے
کوئی کام شروع کیجیئے تو	بِسمِ اللّٰہ -----	اللہ تعالیٰ کے نام پر دیجیئے تو	فِی سَبِیلِ لِلّٰہ
اچھی خبر سُنیئے تو	سُبحَانَ اللّٰہ	آپ کو چھینک آئے تو	اَلحَمدُ لِلّٰہ
کسی کو چھینک آئے تو	یَرحَمُكَ اللّٰہ	یَرحَمُكَ اللّٰہ کے جواب میں	یَھدِیکُمُ اللّٰہ
کچھ اِرادہ کیجیئے تو	اِنشَاءَ اللّٰہ	کسی کو تکلیف میں دیکھیئے تو	یَا اَللّٰہ
کسی کو رخصت کیجیئے تو	فِی اَمَانِ اللّٰہ	سو کر اُٹھیئے تو	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ناگوار باتوں پر	نَعُوذُ بِاللّٰہ	خوشگوار باتوں پر	تَبَارَكَ اللّٰہ
غلط کاموں پر	اَستَغفِرُاللّٰہ	مدد کے لیے	یَااَللّٰہ
کسی کی تعریف کے لیے	مَاشَا اَللّٰہ	کسی کا شکریہ ادا کیجیئے تو	جَزَاكَ اللّٰہ
کسی کے مرنے کی خبر پہنچے تو	اِنَّا لِلّٰہ ------	-----------	-----------

66 > ↑ Index ↑

{ 66 | متکلم } > قرآن پاک کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ، قرآن پاک میں، متکلم کہیں خدا خود ہوتا ہے' کہیں وحی لانے والا فرشتہ، کہیں فرشتوں کا گروہ، کہیں نبی ﷺ اور کہیں اہلِ ایمان' جبکہ ان سب صورتوں میں کلام پاک وہی ایک اللہ تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے' مگر متکلم بار بار بدلتے ہیں.

67 > ↑ Index ↑

{ 67 | مخاطب } > قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے خطاب کا رُخ کبھی نبی ﷺ کی طرف ہوتا ہے' کبھی اہل ایمان کی طرف' کبھی اہلِ کفار و مشرکین سے' کبھی اہلِ کتاب سے' کبھی قریش کے لوگوں سے' کبھی اہل عرب سے اور کبھی عام انسانوں سے' جبکہ اصل غرض پوری نوعِ انسانی کی ہدایت ہے' مگر مخاطب بار بار بدلتے ہیں.

68 > ↑ Index ↑

{ 68 | مشیت اور رَضا } > قرآن پاک کی رو سے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اُس کی رَضا میں بہت بڑا فرق ہے جس کو نظر انداز کر دینے سے اکثر اوقات سخت غلط فہمیاں ہوتی ہیں. کسی چیز کا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اُس کے اِذن سے رونما ہونا' اس بات کا لازمی ثبوت نہیں ہے' کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی بھی ہو' اور اُسے پسند بھی کرتا ہو.

Deputy Organizer of "Islamic Informative Worldwide Competitions" (IIWC)
Universal Talent & Thoughts Creation ! (UTTCS)
WhatsApp / Mobile # +92 313 733 7527 | Mail: tazkara01@gmail.com | info@uttcs.com | www.uttcs.com

اسلامی معلومات کی یاددہانی کا سنہری موقع ! اسلامی معلوماتی مقابلہ ہر کوئی گھر بیٹھے مفت حصہ لے کر مختلف انعام جیت سکتا ہے !

ہر جمعرات کی شام کو 7:30 بجے، اُردو میں ایک پیپر ہوتا ہے. جس میں قرآن واحادیث سے کچھ سوالات (MCQs) کی صورت میں پوچھے جاتے ہیں

Your efforts will be appreciated if you kindly continue forwarding this matter to your nearby and known persons.

حدیث آپ ﷺ نے فرمایا' جب بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی لوگ دوزخ میں پہنچ جائیں گے' اس وقت موت کو لے کر آئیں گے' اور دوزخ اور بہشت کے درمیان میں اس کو ذبح کر دیں گے. پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) یوں پکارے گا' بہشتیو! اب تم کو موت نہیں ہے' دوزخیو! اب تم کو موت نہیں ہے' اس وقت بہشتیوں کو خوشی پر خوشی ہو گی اور دوزخیوں کو رنج پر رنج ہو گا. (صحیح بخاری)